مغربی تہذیب......!
میٹھا زہر
محی السنۃ حضرتِ اقدس
مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رکھ ہمیشہ نظر میں دو باتیں
اے دو عالم کی خیر کے طالب
طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی
اور نہ ہو عقل شرع پر غالب
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

مغربی تہذیب
میٹھا زہر

محی السنہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ
جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائدِ اعظم، لاہور۔
E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ
نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور

نامِ وعظ: مغربی تہذیب، میٹھا زہر

نامِ واعظ: محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرارُ الحق صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۲۲۔مارچ۔۱۹۹۲

وقت: ایک گھنٹہ بیس منٹ

مقام: کلپٹن شہر، برطانیہ

موضوع: مغربی تہذیب کے مضمرات اور جہنم کے دل دہلا دینے والے عذاب

تصحیح: حضرت مولانا حافظ محمد الیاس صاحب دامت برکاتہم

ٹائیٹل ڈیزائین: وسیم گرافکس، لاہور

کمپوزنگ: نوشاد ظفر

اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق اگست ۲۰۱۰ء

تعداد: ۱۲۰۰

ناشر: انجمن احیاءُ السنّہ نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائدِ اعظم، لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 2074

پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 6373310 - 042

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاءُ السنّہ

نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور

پوسٹ کوڈ نمبر 54920 فون: 6551774 - 042

نگرانِ اشاعت: ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

Mob: 0300-0321-0334-0313-9489624

مغربی تہذیب، میٹھا زہر

حضرت کا یہ بیان ۲۲ مارچ ۱۹۹۲ء بروز اتوار انگلینڈ کے کلپٹن شہر میں مستورات کے اجتماع کے موقعہ پر تقریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ تک ہوا جس میں مغربی تہذیب کے مضمرات اور جہنم کے دل دہلا دینے والے عذاب کو بیان فرمایا۔

مغربی تہذیب، میٹھا زہر

خطبہ مسنونہ کے بعد:

مائیں، بہنیں اور بچیاں! اللہ وجل شانہ وعم نوالہ نے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے اور انسانوں کو صحیح معنوں میں کامیاب بنانے اور مشکلات و مصیبتوں سے نکالنے کے لئے نبیوں کو بھیجا، ان پر کتابیں نازل فرمائیں، حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب مبین میں ساری وہ باتیں اجمالاً بیان فرمائیں جو انسانوں کے لئے ضروری ہیں اور ان تمام باتوں کی طرف رہنمائی کی ہے جن سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے، جو کام کرنے کے ہیں ان کے کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے فلاح اور کامیابی مرتب ہوتی ہے یعنی انسان کو دو جہان کی کامیابی نصیب ہوتی ہے، اس وقت میں نے قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں بڑی اہم بات کی خبر دی ہے مردوں کو بھی، عورتوں کو بھی، سرپرستوں کو بھی اور ماتحتوں کو بھی، گویا گھر کے بڑوں کو بھی خبر کر دی اور گھر کے چھوٹوں کے لئے بھی احکامات دیئے ہیں۔

مومن وفادار اور کافر غدار:

قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ جل شانہ ان تمام کو ایک خاص تنبیہ فرماتے ہیں:

﴿یاایُھا الذین آمنوا ﴾ اے مومنو! ایمان والوں سے حق تعالیٰ کا خطاب ہے، ایک تو پرایا اور غیر ہوتا ہے اور ایک ہوتا ہے اپنا، تو اس دنیا میں جتنے مومن ہیں اور اللہ جل شانہ وعم نوالہ پر اور نبی کریم ﷺ پر اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والے ہیں یہ سب خدائی لوگ ہیں، اللہ جل شانہ سے تعلق رکھنے والے فرمانبردار ہیں جو خدائی حکومت کے وفادار ہیں اور یہ ساری دنیا اور یہ ساری

کائنات اللہ جل شانہ کی حکومت اور گورنمنٹ ہے اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا وہ سب بے وفا، غدار ہیں، وفادار اور غدار کو سبھی سمجھتے ہیں جیسے ماں باپ کا بیٹا ہوتا ہے وفادار وہی کہلاتا ہے کہ جو اسے کہا جائے وہ اسے سنے، اس کا خیال رکھے، اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے اور نافرمان بیٹا وہ ہوتا ہے جو والدین کے حکم کی خلاف ورزی کرے اور نافرمانی کرے تو ایک وفادار ہوتا ہے اور ایک غدار ہوتا ہے بہر حال اللہ جل شانہ نے اپنوں سے خطاب کیا ہے۔

جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر! ایک تو غیروں کے نام پیغام ہوتا ہے اور ایک اپنوں کے نام پیغام ہوتا ہے، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے ماننے والو! اے سننے والو! اے حکموں پر چلنے والو! ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھو اور اپنے اہل کو، بیوی بچوں کو، چھوٹوں کو جو آپ کی تربیت میں ہیں اور جو آپ کے ماتحت ہیں ان تمام کو بھی آگ سے بچاؤ اور یہ آگ وہ ہے جس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ اس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہونگے۔

جہنم کے ایندھن کا مطلب ایندھن سے مراد کیا ہے؟ دیکھو! ایک تو ہوتی ہے آگ اور ایک ہوتا ہے ایندھن جس کی بنیاد پر آگ جلتی ہے جیسے آپ کے یہاں گیس کا چولہا ہوتا ہے تو گیس جلتا ہے اور آپ کو آگ فراہم کرتا ہے گیس اصل بنیاد ہے وہ ختم ہو جائے تو آگ بجھ جاتی ہے، یا کیروسین جلاتے ہیں وہ ختم ہو جائے تو آگ بجھ جاتی ہے یا آپ نے ہندوستان کے دیہاتوں میں دیکھا ہوگا کہ وہاں لوگ لکڑی جلاتے ہیں، کوئلہ جلاتے ہیں تو وہ اردو میں ایندھن کہلاتا ہے یعنی جس پر آگ کے قائم رہنے کا دار و مدار ہے وہ ختم ہو جائے تو آگ بجھ

جائے تو جہنم کا ایندھن جس پر وہ آگ قائم ہے وہ لوگ اور پتھر ہوں گے گویا اتنی کثرت سے جہنم میں لوگ داخل ہوں گے کہ وہی آگ کی بنیاد ہوں گے اور اسی طرح اس کا ایندھن پتھر بھی ہوں گے اور وہاں پتھر سے متاثر ہوں گے دنیا میں تو پتھر پر آگ اثر نہیں کرتی مگر وہاں کی آگ پتھر کو بھی متاثر کرے گی۔

شاهی جیل خانه کے جیلر:

فرمایا: ﴿مَلَا ئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ وہاں پر عذاب دینے والے اور پٹائی کرنے والے، دھمکی دینے والے، اٹھا پٹک کرنے والے فرشتے بہت مضبوط اور بہت زیادہ سخت طبیعت کے ہوں گے، ان میں نرمی نہیں ہوگی، ان میں ڈھیلا پن نہیں ہوگا، ان میں رحم کا مادہ نہیں ہوگا، ان میں لاڈ پیار کا مادہ نہیں ہوگا، آگے فرمایا: ﴿ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ ﴾ جو خدائے پاک نے حکم دے دیا اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اگر خدا کا حکم ہے کہ ایک کروڑ سال تک عذاب دو تو عذاب دیتے رہیں گے، اگر خدائے پاک کا حکم ہے کہ پہاڑ پر لے جا کر نیچے گراؤ تو اس شان کا عذاب دیں گے اللہ جل شانہ کا حکم پکڑ اور عذاب کے بارے میں ہوگا اس حکم اور فرمان کے بالکل مطابق عمل کریں گے اس میں کوئی فرق نہیں کریں گے جیسا حکم ویسا عمل جس کو فرمایا:

﴿وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْ مَرُوْنَ ﴾ اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے وہ کر کے رہتے ہیں اس کے خلاف نہیں چلتے۔

جهنم مشکلا ت کا مجموعه هے:

دیکھو! اس دنیا میں اللہ جل شانہ نے وہ چیزیں بھی رکھی ہیں جن سے جنت یاد آئے اور اس دنیا میں وہ چیزیں بھی رکھی ہیں جن سے جہنم یاد آئے جہنم میں ساری تکلیفیں اللہ تعالیٰ نے جمع کر دی ہیں، جتنی مشکلات، مصیبتیں اور

دشواریاں ہیں ان تمام کا مجموعہ جہنم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں جمع کر دیا اور سمجھانے کے لئے کچھ نمونے اس عالم میں رکھ دیئے ہیں۔

رو لو اس سے پہلے کہ رونا نفع نہ دے:

حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''رو لو اس سے پہلے کہ رونا نفع نہ دے''، جہنم والے روئیں گے اور اتنا روئیں گے کہ اگر ان کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں میں اگر کشتی چھوڑ دی جائے تو وہ چلنے لگے اب اندازہ لگایئے کہ کیا کیفیت ہوگی؟ تو خدا کے خوف کی وجہ سے اپنے گناہوں کی وجہ سے رو لو اس دن کے آنے سے پہلے کہ رونا نفع نہ دے، حدیث میں فرمایا کہ جب آدمی پر کوئی خاص حالت طاری ہوتی ہے تو وہ روتا ہے مثلاً پریشانی ہوتی ہے، مصیبت آتی ہے، ڈر اور فکر لاحق ہوتا ہے تو آدمی روتا ہے۔

جهنم کا سب سے سخت عذاب:

حدیث شریف میں ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ''جہنم میں ایک عذاب بھوک کا ہوگا اور وہ اتنا شدید ہوگا، اتنا شدید ہوگا کہ جہنم کے سارے عذاب اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں گے''۔

جہنم کے بچھو کا حال:

حدیث شریف میں فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ''جہنم میں بچھو ہیں اور وہ ایسے بچھو ہیں کہ اگر بچھو کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کی زہریلی پوائزن کی لہر بدن میں دوڑتی ہے گی اس کے ڈنک مارنے سے یہ کیفیت ہوگی دنیا میں تو بچھو ذرا سا ہوتا ہے دو انچ کا تین انچ کا اور ایک مور بچھو ہوتا ہے جو اتنا بڑا ہوتا ہے (پورے ہاتھ کے پنجے کے برابر)۔

ہمارے حکیم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ان کو ان کے ماموں سناتے

تھے کہ ایک مرتبہ وہ بیت الخلاء گئے وہاں لوٹے میں پانی رکھا ہوا تھا، لوٹے میں بچھو نے ڈنک مارا تو پانی ابلنا شروع ہوا، آپ اندازہ لگائیے! وہ اتنا زہریلا ہوتا ہے کہ جب وہ پتھر پر ڈنک مارتا ہے تو پتھر کالا پڑ جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد چیخ کر ٹوٹ جاتا ہے، جب دنیا کے اس بچھو کا یہ حال ہے تو جہنم کے بچھو کا کیا حال ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

ایک عبرت آموز واقعہ:

ہمارے استاد مولانا ایوب صاحب اعظمی رحمتہ اللہ علیہ ڈابھیل میں بخاری شریف پڑھاتے تھے اور انہوں نے ایک عجیب واقعہ سنایا کہا کہ ایک آدمی تھا اس نے اونٹ کو مارا اور اونٹ کا کینہ مشہور ہے وہ اس کی تلاش میں رہتا تھا جیسے کالے ناگ میں کینہ کپٹ بہت ہوتا ہے اگر آپ اس کو یونہی مار دیں تو وہ انتقام لیتا ہے تو اس نے اونٹ کو مارا اور اس کے بعد بھاگ گیا، ایک دفعہ ایسی صورت ہوئی کہ یہ مارنے والا جا رہا تھا اور دونوں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں اور سامنے سے وہ اونٹ آ رہا تھا اب اس نے دیکھا کہ یہ تو کھوپڑی اکھاڑ لے گا اس لئے کہ وہ بڑا خطرناک ہوتا ہے تو یہ پیچھے مڑا اور اس نے دیکھا کہ ایک غار ہے چنانچہ اس میں گھس گیا اندر جو گیا تو اس نے دیکھا کہ پتھر پر بڑا سا بچھو بیٹھا ہوا ہے اب وہ اونٹ بھی اس کے پیچھے آیا اور غصہ میں غار کے سوراخ میں منہ ڈالا۔ منہ ڈالنا تھا کہ بچھو نے اونٹ کے منہ پر ڈنک مارا فوراً ختم ہو گیا حالانکہ اونٹ کے سامنے اس کی کیا حیثیت؟ لیکن وہ اونٹ ختم ہو گیا اب یہ آدمی سوچتا ہے کہ میں اندر ہوں اگر نکلتے وقت مجھے بھی ڈنک مارا تو میرا بھی وہی انجام ہوگا جو اس اونٹ کا ہوا خیر نکلنا تو تھا ہی کسی طرح بچ کر نکلا اور ایک پاؤں اس غار کے دہانے پر رکھا اور دوسرا پاؤں اونٹ کی لاش پر جب اونٹ پر پاؤں رکھا تو پاؤں

اونٹ کے اندر دھنس گیا گویا اتنی دیر میں اونٹ گل گیا تھا اور اس کے پاؤں کا یہ حال ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لئے سیاہ ہو گیا۔

دنیوی سانپ کے زہر کا اثر:

ہمارے یہاں دھولیہ سے قریب جلگاؤں میں ایک واقعہ ہوا کہ ایک کسان کھیت میں درانتی لے کر گھاس کاٹ رہا تھا اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ گھاس ہاتھ سے پکڑتے ہیں اور کاٹتے جاتے ہیں اتنے میں ایک سانپ اس کے ہاتھ میں آ گیا تو گھاس سمجھ کر اس کو بھی اس نے کاٹ دیا لیکن سانپ نے کٹتے کٹتے اس کی انگلی پر ڈنک مار دیا۔ کسان ہوشیار تھا اس نے فوراً اسی وقت اپنی انگلی کاٹ دی خیر وہ گھر آیا دوا لگائی اور بچ گیا دوسرے دن اس کو خیال آیا کہ میں جا کر دیکھوں تو سہی انگلی کا جو ٹکڑا میں نے درانتی سے کاٹا تھا اس کا کیا حشر ہوا؟ جا کر جو دیکھا تو وہ انگلی پھولی ہوئی تھی اور زہر سے سبز ہو گئی تھی، اب دیکھئے! موت بھی عجیب بہانہ ڈھونڈتی ہے اس نے لکڑی لے کر اس کٹی ہوئی انگلی پر لگائی تو اس میں سے زہر اڑا اور اس کے زخمی ہاتھ پر گرا اس زہر کا اتنا فوری اثر ہوا کہ وہ شخص انتقال کر گیا، پہلے دن جب سانپ نے کاٹا تو بچ گیا تھا اور دوسرے دن صرف اس کا زہر ہاتھ پر لگتے ہی مر گیا۔

جهنم میں سانپ کے زہر کا اثر:

مجھے یہ بتانا ہے کہ جہنم میں بچھو ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا ایک نمونہ یہاں رکھا ہے یہاں چھوٹے بچھوؤں کا یہ حال ہے تو وہاں کے بچھو تو گدھے سے بڑے ہوں گے خچر کے برابر ہوں گے اور سانپ کے بارے میں یہ ہے کہ بڑے بڑے اونٹ جیسے ہوں گے۔ حدیث میں فرمایا کہ جہنمی سانپ کاٹے گا تو چالیس سال تک اس کے زہر کی لہر بدن میں دوڑتی رہے گی، الغرض دنیا میں نمونے کے طور

پر سانپ رکھے، بچھو رکھے۔

جہنم میں ہر طرف موت کا سامان لیکن......:

دنیا میں کانٹے ہیں تو جہنم میں کانٹے دار جھاڑیاں ہیں جب جہنمی کو بھوک لگے گی اور شدید بھوک ہوگی تو زقوم کا درخت کھانے کو دیا جائے گا وہ ایلوے سے زیادہ کڑوا ہوگا اور اس کے کانٹے دنیا کے کانٹوں سے زیادہ چبھنے والے ہوں گے اس میں مردار سے زیادہ بدبو ہوگی اور انتہائی گرم ہوگا اور جب یہ کھانا جہنمی کھائے گا تو اس کے حلق میں پھنس جائے گا اس کو اچھو لگ جائے گا اب وہ بے چین ہوگا اور دنیا میں اس موقع پر پانی استعمال کرتا تھا تو پانی مانگے گا حدیث میں ہے کہ فرشتہ ایک دیگ میں پانی لائے گا اور دیگ بھی تانبے کی ہوگی اور نہایت سخت گرم پانی ہوگا اور پانی لانے کے بعد ایک گرز اور ہتھوڑے سے اس کے سر پر مارے گا جس سے زخم ہوگا اور پھر اس پر پانی ڈالے گا اور اس سے کہے گا کہ پیو وہ انکار کرے گا اور ادھر بے چینی ہوگی۔ گلے میں کھانا پھنسا ہوا ہے اب جو پانی ہونٹ کے قریب لے جائے گا تو اس کی گرمی سے اوپر کا ہونٹ پھول کر سر تک اور نچلا ہونٹ ناف تک آجائے گا اور جب پیے گا تو ساری آنتیں کٹ کٹ کر باہر آجائیں گی۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ﴿وَ يَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ ہر طرف سے موت کا سامان ہوگا، ﴿وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ﴾ مگر موت نہیں آئے گی کہ اس کو نجات مل جائے، تو جہنم میں بچھو بھی جہنم میں سانپ بھی، جہنم میں ایسے بدمزہ کھانے بھی ہیں۔

جہنم میں عداوت بھی ہوگی:

جہنم میں عداوت ہوگی جیسے دنیا میں ہے وہاں بھی اہل جہنم ایک دوسرے کولعنت ملامت کریں گے، ایک دوسرے کو گالم گلوچ کریں گے، ایک دوسرے کو پیچھے کریں گے، محبت کا نام نہیں ہوگا، جہنم میں عداوت ہی عداوت ہوگی، تو دنیا میں ان عذابوں کی ایک ایک مثال رکھی گئی ہے تا کہ ان بچھوؤں کو دیکھ کر ان بچھوؤں کو یاد کریں، یہاں کے سانپ دیکھ کر وہاں کے سانپ کو یاد کریں، اس آگ کو دیکھ کر اس آگ کو یاد کریں، اور دنیا کی عداوت دیکھ کر جہنم کی عداوت یاد کریں۔

تین ہزار سال تک جہنم دھکائی گئی ہے:

آگ کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ایک ہزار سال تک فرشتوں نے اس کو جلایا ہے تو وہ آگ بالکل سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا تو سرخ ہوگئی اور پھر ایک ہزار سال تک جلایا تو وہ کالی ہوگئی تین ہزار سال تک جہنم دہکائی گئی ہے وہ کالی آگ ہے کہ مشرق میں اگر اس کا ایک گولہ رکھ دیں تو مغرب والے اس کی گرمی محسوس کریں گے۔

عجیب بے چینی واضطراب کا عالم:

اچھا! پھر جہنم میں اس کے ساتھ ساتھ تنگ مکان ہوں گے ایسے تنگ مکانوں میں جہنمیوں کو بند کر دیا جائے گا کہ حرکت نہیں کر سکیں گے اور حدیث میں فرمایا اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنمیوں کو زنجیروں میں باندھا جائے گا ہاتھ، پیر، گلا سبھی کو باندھ دیا جائے گا اور اتنی عجیب اضطرابی کیفیت ہوگی کہ دنیا کی تکلیف آدمی ہاتھ پیر مار کر اور چلا کر ختم کر لیتا ہے وہاں ہاتھ پیر بھی نہ مار سکے گا اور پھر اس کے ساتھ ساتھ فرشتوں کی ڈانٹ ڈپٹ ہوگی نیز اس کے ساتھ اللہ

تعالیٰ کا غضب ہوگا اب آپ اندازہ لگا یئے کہ کیا حشر ہوگا ....؟ اللهم احفظنا منه.

لاعلمی حرمان ایمان کا باعث :

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مومنو! ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اور جہنم سے اپنے آپ کو کیسے بچائے گا؟ اس کے لئے جو کام کرنے کے ہیں انہیں کرے اور جن سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ان سے بچے اب آپ دیکھ لیجئے، سب سے پہلی چیز ایمان ہے ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے آج ہم جہالت کی وجہ سے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے جملے ایسے بولتے ہیں کہ ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں اور جہاں ایمان سے گئے تو شوہر بیوی سے کٹا اور بیوی نکاح سے نکلی، جیسے مثال کے طور پر بعض لوگ کسی حسین کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں نے فرصت میں بیٹھ کر اس کو بنایا ہے بعض لوگ ٹی وی دیکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چلو ذرا ج کر لیں یہ بھی ہم نے اپنے کانوں سے سنا، مذاقاً واستہزاءاً اس کو حج بولتے ہیں، بعض لوگ بدنگاہی کے لئے نکلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چلو ذرا خدا کی قدرت کا نظارہ کریں، یہ تو خیر اتنا سخت نہیں ہے مگر بہت سارے جملے ہم اپنی گفتگو میں اس سے بھی زیادہ سخت بولتے ہیں مثال کے طور پر کسی عورت کا بچہ مر گیا اب وہ کہتی ہے کہ اللہ میاں کو میرا ہی بچہ ملا تھا؟ اس نے ابھی دیکھا ہی کیا تھا؟ یہ کفریہ جملے ہیں اسی طرح بعض دفعہ غصہ کی حالت میں ہماری مائیں اور بہنیں کہتی ہیں کہ اگر میں نے ایسا کہا تو مرتے وقت مجھے کلمہ نصیب نہ ہو بزرگوں نے لکھا ہے کہ ایسے جملے کہنا بالکل جائز نہیں ہے کبھی یہ کہتے ہیں کہ اگر ایسا جملہ کہا تو مجھے جنت میں جانا نصیب نہ ہوا ایسے جملے ہرگز نہ کہنا چاہئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو قول وفعل سے متعلق ہیں جن سے ہم اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنا لیتے ہیں اس لئے وہ ایک سلسلہ آپ نے سنا ہوگا (جس کو بہت سے لوگ رسم سمجھتے ہیں) کہ شادی سے پہلے کلمہ پڑھایا جاتا ہے تو جہاں جاننے والے ہیں وہاں تو خیر ٹھیک ہے لیکن فقہاء لکھتے ہیں کہ بہت ممکن ہے اس نے کفریہ کلمات کہہ کر اپنا ناس مار لیا ہو، اس کی اصل یہ ہے، چونکہ علم ہے تعارف ہے لوگ جانتے ہیں اسلام کے احکام عام طور پر سمجھ گئے تو اب وہ سلسلہ نہیں رہا ورنہ کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اس کی اصل ہے ایسا نہیں کہ بے اصل ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بہت سی دفعہ آدمی لاعلمی کی وجہ سے کلمات کفریہ بک دیتا ہے۔

ایک بزرگ کی پکڑ:

ایک بزرگ تھے بارش ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا موقع سے آئی ہے! انتقال کے بعد کسی نے خواب دیکھا تو پوچھا کیسے گزری؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ ہوگئی اور عذاب ہوا اور ہمیں یہ کہا گیا کہ ہم بے موقع کب برساتے تھے؟ ہم لوگ رات دن ایسے جملے بولتے رہتے ہیں، کہتے ہیں کہ بڑی بے موقع بارش آگئی بھئی! تم کو کیا پتہ کہ خدا کی کیا حکمت ہے؟ اور اس کے کیا معاملات ہیں؟ وہ تو ہر کام میں ایک حکیمانہ نظام رکھتے ہیں وہ حکیم مطلق ہیں، اللہ جل شانہ کے کام عجیب، ان کے معاملات عجیب، تو بہت سی دفعہ ایسے جملہ زبانو ل پر آجاتے ہیں جن سے آدمی ایمان سے نکل جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر وقت اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہیں، اس پر پالش کرتے رہیں اسے نیا بناتے رہیں۔

حدیث میں ہے:

''جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہو لا الہ الا اللہ کے ذریعہ۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور ایمان کو بگاڑنے والی اور ایمان کو خراب کرنے والی جتنی باتیں دنیا میں چل رہی ہیں ان تمام باتوں سے اپنا بچاؤ کریں اور ان سے دور رہیں ورنہ وہ ایمان کو لے ڈوبنے والی ثابت ہوں گی۔

صحیح اور ضروری علم کا حصول:

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچاؤ سب سے بڑی چیز ضروری علم ہے اگر ہماری ماں بہنوں کو حرام اور حلال کا، عقیدوں کا، موٹی موٹی باتوں کا جو دیکھنے میں چھوٹی اور حقیقت میں بہت اہم ہیں ان باتوں کا شرعی علم نہ ہو تو ظاہر بات ہے کہ ہم ان چیزوں سے کیسے بچیں گے؟ سب سے پہلا فریضہ مردوں پر ماؤں اور بہنوں کے حق میں یہ ہے کہ وہ ان کو دین سکھائیں چنانچہ صحابہؓ کرام اور بزرگان دین کا ایک معمول تھا کہ وہ بچپن سے تربیت کرتے تھے۔

والدین کے اعمال کا اولاد پر اثر:

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بہت نالائق ہے میری نافرمانی کرتا ہے کیا اس کے ذمہ میرے کچھ حقوق ہیں؟ تو حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے کہا کہ کیوں بھئی! تم اپنے باپ کے خلاف چلتے ہو اور باپ کی مخالفت کرتے ہو؟ ان کا کہنا نہیں مانتے؟ اس نے کہا حضرت! یہ بتائیے کہ بیٹے کا بھی باپ پر کچھ حق ہے؟ کہا کہ ہاں! پوچھا کیا حق ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ پہلے تو یہ حق ہے

کہ کسی شریف عورت سے شادی کرے، ظاہر بات ہے کہ ایسے ہی ادھر ادھر بازار میں گھومنے والی پکڑ لائے گا تو جیسی ماں ہوگی اس کے کیرکٹر کا اثر اولاد پر پڑے گا آج تو یہی ہے اچھا چہرہ نظر آ گیا، رنگ اچھا معلوم ہوا بس......! ہوگیا عاشق اور بیچاری وہ عورت پریشان جو گھر میں ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا وہ بے چاری اپنے شوہر کے بارے میں زبان حال سے کہتی ہے کہ دیکھو! میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اس کے پاس آئی ہوں پھر بھی یہ میرا نہیں ہوتا شاعر کہتا ہے کہ

ساری دنیا کے ہوئے میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے

میں سب کچھ چھوڑ کر جس کے لئے آئی ہوں اس کا حال یہ ہے کہ وہ سڑک چھاپ عاشق بنا ہوا ہے وہ بازاری عاشق بنا ہوا ہے۔ بناوٹی حسن و جمال پر فدا ہے۔

خیر! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلا حق یہ ہے کہ نیک عورت سے شادی کرے، تو بیٹا کہتا ہے کہ انہوں نے جس عورت سے نکاح کیا تھا وہ بس ایسی ہی تھی اور ظاہر بات ہے کہ ماں باپ بگڑے ہوئے ہوں تو نتیجہ ویسا ہی سامنے آئے گا مثلاً زمین زرخیز نہ ہو اور دانہ بھی صحیح نہ ہو تو جو کچھ نتیجہ برآمد ہوگا ظاہر ہے تم چاہتے ہو کہ فصل اچھی ہو......تو......

ایں خیال ست و محال ست و جنوں

ایک آدمی تھا اس نے اپنے لڑکے کی بڑی اچھی تربیت کی یعنی اس کو کھلایا پلایا، اخلاق و آداب سکھائے، اچھی طرح اس کی تعلیم و تربیت کی، اچھی

چیزوں کی ترغیب دلائی اور بری چیزوں سے بچایا، ایک دن اس کو کسی نے خبر دی کہ تمہارے بیٹے نے چوری کی اس نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا یہ ناممکن ہے، تو کہا کہ واقعتاً چوری کی ہے۔

جیسے حضرت تھانویؒ سے کسی نے قیام کانپور کے زمانہ میں کہا کہ حضرت! طالب علم نے چوری کی ہے فرمایا ناممکن ہے اس نے کہا کہ حضرت کی ہے چوری، حضرت نے فرمایا کہ طالب علم کبھی چور نہیں ہوسکتا اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے اور ثابت بھی ہو گیا ہے فرمایا طالب علم چور نہیں ہوتا بلکہ چور طالب علم کی شکل میں آ گیا ہے، کچھ سمجھ میں آیا آپ کے؟ طالب علم چوری نہیں کرتا اس لئے کہ جو طالب علم ہو وہ چور کیسے ہوسکتا......؟ اس کو تو علم کی تلاش ہے۔

ان صاحب سے بھی کہا کہ تمہارے بیٹے نے چوری کی کہا ہو ہی نہیں سکتا، کہا ثابت ہو چکا ہے تو اس نے کہا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو یقیناً اس کی ماں یعنی میری بیوی نے کچھ گڑ بڑ کی ہوگی جس کا یہ اثر ہے گھر گئے پوچھا کہ کیا تم نے چوری کی؟ تو وہ سوچتی رہی سوچتی رہی اس کے بعد کہا کہ میں نے تو بہت لحاظ کیا بہت خیال رکھا بہت دھیان رکھا کہ اچھی غذا اس کے پیٹ میں جائے اور کیرکٹر بھی اچھا رکھا، کہا سوچو! سوچتے سوچتے خیال آیا کہ ہاں ہاں......! یاد آیا ...... جب یہ حمل کی شکل میں میرے پیٹ میں تھا اس وقت مجھے شوق ہوا بیر کھانے کا میں نے دیکھا کہ پڑوسن کے باڑے میں بیر کا ایک درخت ہے وہ گھر میں نہیں تھی میں گئی اور جا کر بیر توڑے اور کھا لئے اور مجھے خیال نہیں رہا کہ جائز ہے یا ناجائز؟ بہر حال یہ کہ میں نے بغیر غور کئے ہوئے کھائے تو شوہر نے کہا یہ اسی کا اثر ہے کہ تمہارے بیٹے نے چوری کی۔

تو پہلا سوال اس لڑکے نے یہ کیا کہ حضرت! یہ بتایئے کہ باپ کے

ذمہ بیٹے کا کیا حق ہے؟ تو فرمایا نیک عورت سے شادی کرے اس نے کہا یہ تو نیک عورت سے شادی کرلائے ہیں، اس کے بعد پھر اس نے پوچھا کہ دوسرا حق کیا ہے؟ کہا کہ جب بچہ پیدا ہو تو نام اچھا رکھے، نام کا بھی اثر پڑتا ہے اس نے کہا کہ انہوں نے میرا نام ''جعل'' رکھا ہے اور پھر دریافت کیا اور کیا حق ہے؟ فرمایا اس کے بعد اس کو دین سکھلائے، اخلاق سکھلائے، اس نے کہا انہوں نے تو میری تعلیم و تربیت پر کوئی دھیان نہیں دیا، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے شخص! تو یہ شکایت کرتا ہے کہ تیرا بیٹا تیری نہیں سنتا اور تیری مخالفت کرتا ہے میں تجھے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اس نے اگر تیری مخالفت کی تجھ پر جبر کیا اور زیادتی کی تو اس سے پہلے تو نے اس پر ظلم کیا جس کے نتیجہ میں یہ دن دیکھنا پڑا۔

حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا:

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے دین کا ضروری علم حاصل کرنا چاہئے ورنہ بعض دفعہ شریعت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کلمات کفریہ تک زبان سے سرزد ہو جاتے ہیں اب لوگ آنکھ بند کر کے طلاق دیتے ہیں اور پھر مفتی صاحب کے پاس آکر پوچھتے ہیں کہ مفتی صاحب! میرا منہ ادھر تھا اور وہ ادھر تھی تو طلاق ہوگی یا نہیں؟ سبحان اللہ! میرا منہ ادھر اور اس کا منہ ادھر.......... اور دیکھو! مفتی صاحب سے تو جو آپ پوچھیں گے وہ وہی فتویٰ دیں گے مگر آپ اپنے اندر کا حال خوب جانتے ہیں کہ آپ نے کیا جملے کہے تھے اور دیکھو! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہماری ماؤں اور بہنوں کے ہاتھ میں شریعت نے طلاق نہیں رکھی ورنہ یہ غصہ ہوتیں تو باورچی خانہ میں صبح سے شام تک اسی ہزار دفعہ اپنے میاں کو طلاق دیتیں کہ موت پڑے جا مجھے نہیں رہنا تیرے ساتھ، یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ عورت کے ہاتھ میں یہ مسئلہ نہیں ہے ورنہ یہ

ہوتا کہ جہاں طبیعت کے خلاف کوئی بات پیش آئی تو ادھر آنسو شروع ہو گئے اور ادھر طلاق، جاؤ چھٹی............!

صبح مسلمان شام کو کافر:

بہر حال دین کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ آدمی ایمان کھو دیتا ہے اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم سے بچانے کے لئے پہلی چیز علم کا ہونا ضروری ہے، بقدر ضرورت دین کا علم ہو ورنہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی دفعہ ایک مسلمان اسلام کے دائرے سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔

اور کبھی یہ فتنوں کی کثرت سے ہوگا جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ قرب قیامت ایسے حالات ہوں گے کہ ''یمسی مومنا و یصبح کافرا'' اور ''یصبح مومنا ویمسی کافرا'' اتنا بڑا انقلاب اور تغیر ہو جائے گا اور یہ بھی لادینی کے نتیجہ میں ہوگا، معلوم ہوا کہ اس وقت جو الحاد چل رہا ہے اس سے بچانے کے لئے سب سے بڑی چیز اپنی اولاد کی دینی تربیت اور ان کا ذہن دینی بنانا ہے۔

ملمع سازی کا دور:

دیکھو! اس زمانہ میں بڑے بڑے فتنہ ہیں لیکن ملمع سازی کا دور ہے آج جتنے فتنے آرہے ہیں کھل کر نہیں آئیں گے ایک یہودی، نصرانی، مشرک یا مجوسی آپ کے پاس آکر آپ کو ڈائریکٹ یہ نہیں کہے گا کہ آپ اسلام چھوڑ دو کبھی بھی نہیں کہے گا، وہ آکر آپ سے میٹھی میٹھی باتیں کرے گا ڈھیرے ڈھیرے دنیا کے سبز باغ دکھلا کر آپ کو لائن پر لائے گا پھر حملہ کرے گا۔

ایک واقعہ:

ایم پی میں ایک دیہات کا قصہ ہے کہ وہاں ایک بہت بڑا اور بہت خطرناک بھینسا تھا اور اسی گاؤں میں ایک شیر بھی آتا تھا ایک روز ایسا ہوا کہ ان دونوں میں ٹھہرئی شیر تو آپ جانتے ہیں کہ بڑا شکاری جانور ہے! تو ہوا یہ کہ وہ بھینسا شیر کے پیچھے لگا اس پر اٹیک کرنا چاہا تو وہ شیر پیچھے ہٹنے لگا اور بھینسا ادھر آگے بڑھنے لگا اور دیکھو! جانوروں کو بھی بڑی عقل ہوتی ہے، شیر اس انداز سے پیچھے ہٹا کہ وہ بھینسا اس کے ساتھ ساتھ آوے ادھر ایک تنگ اور چھوٹی سی گلی تھی اب وہ شیر پیچھے ہٹتے جارہا ہے اور بھینسا اس کے آگے یہاں تک کہ وہ گلی میں پہونچ گیا اب گلی تنگ ہوگئی اور پوزیشن ایسی تھی کہ بھینسا پلٹ نہیں سکتا تھا اس لئے ادھر ادھر گھومنا ناممکن تھا اب بھینسا آ پھنسا تو شیر ایک دم سے اچھلا اور اس کی گردن پر سوار ہو کر اس کا نرخرہ پکڑ لیا اور خون چوسنا شروع کر دیا۔

تو مجھے یہ بتلانا ہے کہ شیر جیسا جانور تدبیر کر سکتا ہے تو آج کی اس مکار دنیا میں اور بدمعاش دنیا میں جس میں رات دن بدمعاشی ہی بدمعاشی ہے اور جہاں سے بھولا پن، سیدھا پن اور شرافت تو ختم ہی ہوگئی ہے بلکہ شرافت کے ٹکڑے ہوگئے اور شر............آفت رہ گئی، ریاست کا ''ست'' نکل گئی ''ریا'' رہ گئی، دکھاوا اور شورہ رہ گیا۔

مسلمانوں کو پھانسنے کے مختلف طریقے:

ایسے دور میں جو فتنے آرہے ہیں ان سے ڈیفینس کیسے کریں گے اگر ہمارے پاس لائٹ اور روشنی نہیں ہے پاور نہیں ہے تو ہم کیسے بچاؤ کریں گے؟ اس لئے سب سے پہلی چیز دین کا ضروری علم ہے، لارڈ میکالے نے جب ہندوستان آزاد نہیں ہوا تھا یہ کہا تھا کہ دیکھو! ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے

بچوں کے لئے ایسا نصاب تعلیم تیار کریں کہ ان کا بدن تو ہندوستانی رہے اور ان کا دماغ انگلستانی بن جائے، ہم ایسا نصاب لانا چاہتے ہیں تا کہ وہ ہمارے پرزے بن جائیں کہ جب ہم چاہیں جہاں چاہیں ان کو فٹ کریں اور استعمال کریں، ان کا یہ منصوبہ اس وقت سے چل رہا ہے۔ اور اب تو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی، رات دن ٹی وی کے ذریعہ، پمفلٹ کے ذریعہ اور اخبارات کے ذریعہ غلط پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں لہذا آج کے اس دور میں ضروری ہے کہ ہر شخص بقدر ضرورت دینی علم حاصل کرے تا کہ ان کے فتنوں سے بچ سکے، اور آخرت میں جہنم سے نجات حاصل کر سکے، اب آپ دیکھ لیجئے کہ بہت سی جگہوں پر ڈبوں کا گوشت کھایا جاتا ہے خود مسلم ممالک میں بعض دفعہ یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ یہ گوشت حلال ہے مگر جہاں سے آرہا ہے کیا وہاں یہ حضرات گئے ہیں؟ اور یہ بدمعاش اور نالائق قوم ہے خدا جانے کیا کیا اگڑم بگڑم کر کے وہ ڈبے میں بھر دیتے ہیں، وہ تو مختلف انداز سے عالم اسلام بلکہ دنیا کے مسلمانوں کو پھانسنا چاہتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں اس طرح کی خراب غذائیں پہونچیں، تعلیم سے غلط اثرات پہنچائے جائیں اور کسی طرح سے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جائے۔

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت وکراہت:

حضور اقدس ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا دنیا کی اقوام مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹیں گی اور اس طرح ان پر اٹیک کریں گی جیسے بھوکے کسی پیالہ پر ٹوٹتے ہیں، مثال کے طور پر پندرہ بیس آدمی دو چار روز سے بھوکے ہوں اور ایک بڑے پیالہ میں کھانا آجائے تو وہ کس طرح کھانے پر ٹوٹ پڑیں گے اسی طرح دنیا کی ساری قومیں مسلمانوں پر ٹوٹیں گی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم اس دن کم

ہوں گے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں! بہت ہوں گے کثیر ہوں گے، مسلمانوں کی بڑی تعداد ہوگی مگر ان میں دو چیزیں پیدا ہو جائیں گی ایک ''حبّ الدنیا'' دنیا کی محبت مسلمانوں کے اندر آجائے گی اور دوسری ''وکراہیۃ الموت'' موت کو ناپسند کریں گے، حالانکہ موت تو ایک برتج ہے جس کے ذریعہ آدمی حق تعالیٰ سے ملتا ہے اور موت کو پسند رکھنے کی وجہ سے آخرت کی بھی تیاری کرتا ہے اس کے لئے سارا نظام کرتا ہے مگر اس کو موت ناپسند ہے وہ ادھر جانا ہی نہیں چاہتا اسی عالم میں رہنا چاہتا ہے جو ''حب دنیا'' کا اثر ہے۔

اس بلا کی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں کا آج یہی حال ہے کہ اقوام عالم ان پر ٹوٹی ہوئی ہیں ورنہ ہمارے پاس پیسہ کم نہیں ہے، مسلم ممالک کے پاس مال و دولت کم نہیں ہے ساری دنیا کی سب سے مالدار حکومت عرب حکومت ہے، دنیا میں یہودیوں کے پاس بہت دولت ہے مگر وہ بھی سکنڈ نمبر پر ہیں فرسٹ نمبر عربوں کا ہے مگر ایسے فتنے ایسے فتنے ایسے فتنے کہ الامان والحفیظ ان کے ایمان پر، اخلاق اور کیریکٹر پر، معاملات پر، کھانے پینے پر، رہنے سہنے پر، ان کے کلچر اور ثقافت اور تہذیب پر، سارے ہی نظام پر وہ اپنا اثر ڈالے ہوئے ہیں اور ذہن بگاڑے ہوئے ہیں۔ لہذا جہنم سے اپنے کو اور اپنی اولاد کو بچانے کے لئے پہلی بنیادی چیز بقدر ضرورت دین کا علم ہے اور میں اس پر اس لئے زور دے رہا ہوں کہ سب میں بنیادی چیز یہی ہے، دیکھو! کاندھلہ ایک جگہ ہے میں نے سنایا تھا کہ وہاں بزرگوں کے یہاں یہ معمول تھا کہ جب بچے سوتے تو مائیں ان کو صحابہ کے قصے سناتی تھیں بزرگوں کے قصے سناتی تھیں اور اس طرح بچپن ہی سے ان کا ذہن بنایا جاتا تھا اب تو یہی ہے کہ اے پولیس لے جا اس کو! او بوڑھے بابا لے جا اس کو! تو آج کل پولیس اور بوڑھے بابا سے ڈراتے ہیں

جانور سے ڈراتے ہیں، ان سب سے پرہیز کرنا چاہئے بچپن سے ہی خوف خدا بچوں کے دل میں بٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے، تو سب سے پہلی چیز دین کا علم ہے، اور بچوں کے سامنے ان تمام چیزوں سے بچنے کی کوشش کی جائے جو حرام اور ناجائز ہیں ورنہ کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ حمل کے زمانہ میں ماں کے پیٹ میں بچہ ہے تو اگر ماں کا خیال اور دھیان برا ہے تو اس کا اثر بھی بچے پر پڑے گا۔

دوران حمل ماں کے اعمال بچے پر اثر انداز:

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے بارے میں نے اپنے حضرت حکیم الاسلامؒ سے سنا فرماتے تھے کہ شاہ صاحبؒ ماں کے پیٹ میں تھے اور ماں سے سنت کے خلاف کوئی کام ہوتا تو اندر سے آواز دیتے کہ اے ماں! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ یہ تھا دنیا کو سنت کی دعوت دینے والے انسان شاہ ولی اللہ کا حال جن سے ایک تاریخ وابستہ ہے وہ اتنے بڑے انسان تھے۔ اللہ اکبر! ان کے علم کا حال...... بقول حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کہ وہ ایک درجہ میں مجتہد تھے، تو کہنے کا منشا یہ ہے کہ وہ پیٹ میں تھے اور یہ کیفیت تھی حتیٰ کہ ایک دفعہ مانگنے والی آئی اس نے کہا اللہ کے نام پر ایک روٹی دو، ماں نے بیٹی سے کہا کہ آدھی روٹی دے دو، تو اندر سے آواز آئی کہ وہ اللہ کے نام پر مانگ رہی ہے اور تم آدھی روٹی دیتی ہو؟ وہ اس شان کے تھے، اور یہ سب ان کے والدین کے تقویٰ کا اثر تھا۔

بہر حال لوگوں نے بڑی احتیاط اور تدبیریں کی ہیں کھانے میں، پینے میں، رہنے سہنے میں، اور اب تو یہ حال ہے کہ چلو بیٹا ہم ٹی وی دیکھتے ہیں، اور بچہ کو ساتھ لے کر بیٹھتے ہیں اس لئے دین کی طرف توجہ کم ہے، چونکہ انسانی مزاج یہ ہے کہ جس چیز کا فائدہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے ادھر جلدی دوڑتا ہے اور جس

چیز کا فائدہ ادھار ہے ادھر توجہ نہیں کرتا، اس لئے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ماں باپ کو دنیوی تعلیم کا شوق زیادہ ہے، ہمارا بچہ گریجوئٹ بن جائے، لائیر بن جائے، ایڈوکیٹ بن جائے، ڈاکٹر بن جائے، سی اے بن جائے، فلاں بن جائے اور فلاں بن جائے، مگر یہ مزاج ان کا نہیں ہے کہ وہ چاہتے ہوں کہ ہمارا بچہ پکا دیندار بن جائے بہت کم لوگوں کا ایسا ذہن ہوتا ہے اور دین کے لئے بھیجتے بھی ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کس کو فکر ہے کہ جا کر پوچھے کہ بیٹا! آج تم نے مکتب میں کیا پڑھا، مدرسہ میں تم نے کیا پڑھا، کوئی دھیان نہیں ہوتا۔

اسلام میں تنگی نہیں ہے:

دیکھو! اسلام میں کھانے پینے اور گھومنے وغیرہ کی تنگی نہیں ہے بلکہ عورتوں تک کے لئے تفریح کی اجازت ہے خود حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں بھی یہ ہوتا تھا کہ پردے کا لحاظ کر کے شوہر اپنے بچوں کو بعض دفعہ کھجور کے باغ میں لے جاتے، بعض دفعہ جنگل لے جاتے، تا کہ صحت اچھی رہے کچھ تازہ آب وہوا میں گھماتے مگر کان کھول کر اگلی بات بھی سن لینا ورنہ شام آپ گھر جا کر کہیں گے کہ چلو آج ریزن پارک، چلو آج فلاں پارک، آج ہارٹ لندن گھوم آئیں گے اس لئے کہ وعظ میں سنا ہے تو سن لو.............! وہاں یہ نہیں ہوتا تھا کہ جا کر فوٹو لے رہے ہوں، آج آپ پارک میں چلے جائیں تو جہنم کا نمونہ معلوم ہوگا، آج کا جو پارک ہے وہ پارک کیا بلکہ مکمل ناپاک ہے مکمل گندگی ہے اور یہ جواب ہے ان لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ اسلام نے پردے کا حکم دے کر عورتوں کی صحتوں کا ناس مار دیا۔ وہ اسلام کے منشاء کو نہیں سمجھے۔

اسلام میں عورت کا مقام:

ہم پورے شرح صدر اور قوت کے ساتھ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو اسلامی

پردے پراعتراض کرتا ہے اس کو پردہ کے حکم کی حکمت اور اس کے فلسفے کی ہوا بھی نہیں لگی، یہ کوئی معمولی بات ہے؟ پیغمبر جو فطری دین لے کر آتا ہے اس پر چلنے کے بعد بھلا کہیں صحت خراب ہوسکتی ہے؟ ہمارے بزرگوں نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، ہمارے حضرت حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی ہے، جس میں آج سے تیس سال پہلے شائع ہونے والے یورپی ممالک، انگلینڈ، ڈین مارک، بلجیم، فرانس وغیرہ کے اخباروں کے حوالوں کے ساتھ لکھا ہے کہ فلاں نیوز پیپر یوں کہتا ہے اور فلاں اخبار میں یوں لکھا ہے پھر حضرت نے عورتوں کے غلط کاریوں، بدکاریوں اور ان کے کیریکٹر کی گراوٹ کے سبب صحت پر جو ''بابرکت'' آثار ظاہر ہوتے ہیں اس کو بھی تفصیل سے لکھا ہے بہرحال اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور آج ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ ایک پاک دامن عورت کو پاکدامنی کے سبب جو صحت حاصل ہوسکتی ہے وہ باہر پھرنے والی لوفر عورتوں کو نصیب نہیں ہوسکتی اور اسلام نے تو عورتوں کا ویلیو اور ان کی پوزیشن بڑھائی ہے میں تو کہا کرتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں تو ان کو زندہ قبر میں دفن کرنے والے قبیلے موجود تھے چھوٹی سی بچی کے بارے میں شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ اس کو کپڑے پہنا دو میں رشتہ داروں سے ملانے لے جارہا ہوں اور پہلے کسی آدمی سے کہہ رکھتا کہ فلاں جنگل میں گڑھا کھود رکھو چنانچہ وہاں لے جاتا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو گڑھے میں ڈالتا جب وہ چمٹتی تو دھکا دے کر اس کو گراتا اور مٹی ڈال کر چلا آتا .... وہ دل تھے کہ کیا تھے ....! اور ادھر اسلام کو دیکھئے کہ اس نے دنیا کو بتایا کہ عورتوں کا وجود انسانیت کے لئے کوئی بدنما داغ نہیں ہے یہ بھی انسان ہی ہے اور یہ انسانی لائف کی ساتھی ہے اس لئے اللہ میاں نے اپنے سب سے چہیتے پیغمبر حضور اقدس ﷺ کے گھر

میں لڑکیوں کو جنم دیا اگر لڑکی کا وجود برا ہوتا اور انسانیت کے لئے خراب ہوتا تو ایسا نہ ہوتا اور لڑکے پیدا تو ہوئے لیکن بچپن ہی میں اٹھا لئے گئے اور اس میں بھی بڑی حکمتیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں بہر حال لڑکے تو بچپن میں اٹھا لئے اور صاحبزادیاں آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی کافی عرصہ تک باحیات رہیں۔ عورت ...... گھر کی ملکہ اور پھر جناب رسالت مآب ﷺ نے زندگی گزارنے کے جو گُر بتائے ہیں ان میں عورتوں کا بڑا لحاظ ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بادشاہ سلامت باہر کبھی کبھی آتے ہیں اور جو قیمتی چیز ہوتی ہے عامتہً اسے چھپایا جاتا ہے اسلام یہ چاہتا ہے کہ سب کی نگاہیں عورت پر پڑ کر اس کا معاملہ خراب نہ ہو اس کو تو گھر کی ملکہ قرار دیا اسی لئے قرآن کریم نے گھر کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے فرمایا:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا﴾ ہمارے اردو محاورہ میں بھی عورت کو گھر والی کہا جاتا ہے یہ تو علمی چیز ہے مجھے یہ بتانا ہے کہ عورتوں کا اسلام میں بڑا مقام ہے اسلام یہ نہیں چاہتا کہ بے چاری بند ہو جائے بلکہ اور ضروری کاموں کی طرح تفریح کے لئے بھی باہر نکلنا جائز ہے۔ جس میں اس کی صحت کی حفاظت ہے بشرطیکہ اس کی نگاہیں، اس کا کیریکٹر اور اس کا ایمان وتقویٰ محفوظ رہے، اب آج کے اس دور میں جس شان کے ساتھ عورتیں نکلتی ہیں اس کا فیصلہ آپ خود کر لیجئے، دیکھئے یوپی میں آج بھی پردہ کا لحاظ ہے وہاں مکان اس انداز سے بنائے جاتے ہیں کہ سب طرف کمرے اور درمیانی حصہ کھلا ہوا ہوتا ہے تا کہ دھوپ بھی ملے اور ہوا بھی ملے آپ جا کر دیکھ لیجئے سادہ مکان ہوں گے مگر وہ اس کا لحاظ ضرور کرتے ہیں۔

اسلام عورت کی عفت کا ضامن:

شریعت اسلام نے ان کو بند نہیں کیا جو لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں وہ غلط ہے اسلام نے عورتوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی ہے، جب یہ باہر نکلتی ہے تو حدیث میں ہے ''استشرفها الشیطان '' میری مائیں اور بہنیں اسے سمجھ لیں ، استشراف ، کے معنی ہیں اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کسی چیز کو بغور دیکھنا جیسے کبھی کوئی بڑی بات بولتا ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ لاؤ میں تیرا منہ دیکھوں پھر وہ ہاتھ پیشانی پر لے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں اس طرح سے شیطان عورت کو دیکھنے کے لئے ہاتھ پیشانی پر لے جاتا ہے یعنی پوری کوشش کرتا ہے کہ اس کو کسی طرح پھنسائے ،اب آپ دیکھ لیجئے کہ آج کل کیا حال ہے؟ راستہ چلتے جو''اجالے'' ہوتے ہیں آپ ان سے ناواقف نہیں ہیں بہر حال اسلام نے عورتوں کو پردہ کا حکم دے کران کی عفت اور آبرو کو ملحوظ و محفوظ رکھا ہے۔

بے پردگی کے نتائج:

بے پردگی کے نتیجہ میں جو واقعات رات دن پیش آرہے ہیں، آپ دیکھتے رہتے ہیں کہ فلاں کی بہن غائب ، فلاں کی لڑکی غائب ، فلاں کی بیوی غائب ، اب رونا رورہے ہیں پہلے بہت دم بھرتے تھے آزادی کا ، اب وہ رخصت ہوگئی تو پریشان ہورہے ہیں یہ دن کیوں دیکھنے پڑے؟ یہ منحوس وقت کیوں دیکھنا پڑا؟ یہ منحوس خبر کیوں سننی پڑی؟ صرف اس وجہ سے کہ آپ نے اسلام کے اس حکم یعنی پردہ کی عظمت کو نہیں سمجھا ،الغرض اسلام یہ نہیں چاہتا کہ ہماری ماؤں اور بہنوں کو بالکل پیک اور بند کردے، اسلام نے اجازت دی مگر اس کے ساتھ یہ بات ہرگز نہیں بھولنا چاہئے کہ اس کے حدود اور طریقے ہیں، اور آج بھی آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا کے بہت سے ملکوں میں پردہ کا رواج ہورہا ہے، اب ساوتھ افریقہ میں جہاں مغربی تہذیب WESTERN

CULTURE) ہے اور جس کو لوگ سیکنڈ امریکہ کہتے ہیں خیر اوہ سیکنڈ امریکہ یا تھرڈ امریکہ ہو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہاں وسٹرن کلچر ہونے کے باوجود پردہ کا رواج شروع ہورہا ہے اور سینکڑوں عورتیں ''الحمد للہ'' ان مدرسوں کی برکت سے (جو مالیگاؤں اور اس کے علاوہ دیگر مقامات پر ہیں) اور دعوت کی برکت سے برقعہ سلوارہی ہیں اور پہن رہی ہیں۔

ماحول بنانا آدمی کے اختیار میں ہے:

اس سے ایک بات اور معلوم ہوئی جیسا کہ مولانا آزاد رحمتہ اللہ علیہ نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا کہ لوگ ماحول کا رونا روتے ہیں کہ بھئی! آج کا ماحول ٹھیک نہیں ہے، فرمایا ماحول تو آدمی خود بناتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں تشریف لے گئے تو وہاں کون سا ماحول تھا؟ وہاں جانے کے بعد انہوں نے دعوت دی، تقویٰ اور خوش اخلاقی کا ماحول قائم کیا اور ایسا ماحول قائم کیا کہ جب نکلے ہیں تو ایک ایک قیدی ان کے جانے سے رورہا تھا اور افسوس کررہا تھا کہ آپ آئے تو یہ جیل خانہ مدرسہ بن گیا، باغ بن گیا، رشک جہان بن گیا، آپ جارہے ہیں معلوم نہیں ہمارا حشر کیا ہوگا، بلکہ سب سے بڑے داعی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو جو ماحول ملا وہ سب سے چوپٹ قسم کا تھا مگر آپ ﷺ نے اس ماحول کا رخ ہی پھیر دیا اور ایسا خوش گوار اور پاکیزہ ماحول تیار فرمایا کہ دنیا میں آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اس کی مثال ملنی مشکل ہے غرض ماحول تو آدمی خود بناتا ہے۔

ماحول بنانے میں عورت کا بڑا کردار:

ہماری مائیں اور بہنیں اگر کم از کم یہ طے کرلیں کہ ہمیں اپنے گھر کا

ماحول بنانا ہے تو کوئی مشکل نہیں جب سلطانہ چاند بی بی ایک رات میں قلعہ کی دیوار بنا سکتی ہے اور عورت ہو کر دشمنوں کے منہ پھیر سکتی ہے تو کیا تم صرف اپنے گھروں کا ماحول نہیں بدل سکتیں......! اس عورت کی زندگی سے آج ہمیں سبق لینا چاہئے، ہم ماحول ماحول کا رونا رو کر جو سمجھ میں آئے وہ کریں تو جہنم سے بچاؤ کی کیا شکل ہوگی؟ اس لئے پہلے تو آج یہ طے کرلیں گے کہ ہم کو ماحول بدلنا ہے اور دیکھو! اگر مائیں اور بہنیں آمادہ ہوجائیں تو ماحول بدل سکتا ہے کیونکہ جس بات پر یہ تیار ہوجاتی ہیں تو مرد بھی ان کی مانتے ہیں۔

ہم ہندوستان میں دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے لڑکے کی شادی اجتماع میں رکھنا چاہتا ہے (بہت سے تو برکت کے لئے اور بہت سے فلوس کم خرچ ہوں اس لئے اجتماع میں شادی رکھتے ہیں، نیز اس میں اس کو بلاؤ اس کو بلاؤ اس مصیبت سے بھی نجات ہے بس اجتماع ہو رہا ہے اسی میں نکاح کردو) تو عورتیں کہتی ہیں کہ یہ شادی ہے یا جنازہ ہے؟ نہ اس میں گانا ہے نہ کوئی رسم ہے اور نہ ہی کسی قسم کی چھل پہل ہے نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے یہ کیا ہے؟ ہمیں ایسی شادی نہیں چاہئے اجتماع میں شادی نہیں ہوگی یہیں ہوگی چنانچہ وہ مجبور کرتی ہیں اور ان کی بات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے اور ان کی تقریر کچھ ایسی دل پذیر ہوتی ہے کہ وہ منا کے ہی رہتی ہیں کہتی ہیں کہ جس دن شادی ہوگی اس دن ماں کے یہاں چلی جاؤں گی مجھے یہاں رہنا ہی نہیں یہ کوئی شادی ہے یا جنازہ؟ کہ اس میں کچھ خوشی نہیں سرور نہیں تو عورت جس بات پر اڑ جاتی ہے وہ منوا کر ہی رہتی ہے۔ ہم دیکھتے رہتے ہیں۔

اگر ہماری مائیں اور بہنیں آج یہ طے کرلیں کہ ہم کو اس یو۔ کے، کے گندے اور بے پردگی کے ماحول میں پردہ کا ماحول بنانا ہے اور لادینی کے

ماحول میں دینداری کا ماحول بنانا ہے اور بے نمازی پن کے ماحول میں نماز کا ماحول بنانا ہے تلاوت اور علم کا ماحول بنانا ہے اگر ہماری مائیں اور بہنیں اس مجلس میں طے کرلیں تو کلیپٹن کا نقشہ چند مہینوں میں بدل جائے گا اور چند سال میں تو پوچھو مت..........! میں نے ساؤتھ افریقہ میں دیکھا، دنیا کے اور ملکوں میں دیکھا، ادھر امریکی ممالک میں، ویسٹ انڈیز میں، کناڈا میں، اور کئی جگہوں پر دیکھا کہ جن عورتوں نے یہ طے کرلیا کہ ہم کو شرعی لباس کے ساتھ زندگی گزارنا ہے تو یہ ان کے لئے مشکل نہیں رہا اور وہ کررہی ہیں، اور میں تو ایک بات اور کہتا ہوں جو سننے کے لائق ہے کہ آج کے دور میں لوگ ننگے پھرنے سے نہیں شرماتے، لباس بھی کیسے کیسے نکلے..........! وہ ایک موٹی پتلون نکلی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بھینس چاٹ گئی ہو وہ جتنی پرانی ہوجائے اتنی اچھی سمجھتے ہیں اس کے دھاگے لٹک رہے ہیں، کیوں..........؟ تو کہتے ہیں کہ فیشن ہے، کچھ عرصہ پہلے ایک فیشن نکلی تھی کہ بالکل چست اگر رومال بھی گر جائے تو نیچے جھک کر نہیں لے سکتے ایسے ہی ایک اور فیشن تھی اس کی شکل یہ تھی کہ پچاس ہزار پیوند لگے ہوئے گو پیوند لگانا سنت ہے مگر وہ تو ہمیں انسلٹ معلوم ہوتا تھا اور اس میں ہماری پوزیشن ڈاون ہوتی تھی لیکن جب یورپ کے راستے سے ہمارے پاس آیا تو اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور وہ بہت شاندار لباس معلوم ہونے لگا حالانکہ پہننے والا اچھا خاصا بندر بلکہ بھوت معلوم ہوتا ہے پھر بھی پہنتے ہیں، الغرض یورپ کے لوگ جو کرتے ہیں ہم اس پر گویا ایمان لے آتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ماڈرن کلچر یعنی ویری نائس کلچر، ویری گڈ کلچر، بہت اچھا اور بڑا خوبصورت کلچر، یہ ڈریس بہت اچھا، فلاں چیز بہت اچھی، حالانکہ ہمارے لئے فخر کی بات تھی کہ ہم جناب محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے

اوران کو اپنا گائڈ سمجھ کر ان کے پیچھے چلتے تو ہمارے لئے فلاح تھی باقی ان ننگوں کے پیچھے چلنے میں ہمارے لئے کامیابی نہیں ہے۔

سانپوں کا پٹارا:

پردہ کا ماحول بنائیے، دینی ماحول بنائیے اور عورتوں کو چاہئے کہ پابندی سے شریعت پر عمل کریں اور یہ گھر میں جو بلا۔ ٹی وی یعنی سانپوں کا پٹارا ہے اسے اپنے گھروں سے نکال دیں، اس میں مردوں کا قصور بھی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں سانپ بہت خوبصورت نظر آتا ہے مگر آپ اس کو ہاتھ لگائیں یا گلے لگا لیں کہ آو بہت پیارا معلوم ہوتا ہے تو طبیعت خوش کردے گا اس میں زہر ہوتا ہے اس میں ہلاکت ہوتی ہے تو ٹی وی کے ان مناظر میں بھی صحت کے لحاظ سے اور آنکھوں کے لحاظ سے عجیب عجیب خرابیاں ہیں چنانچہ نئی نئی ریسرچ سامنے آتی جارہی ہے کہ ٹی وی دیکھنے میں انسانی بدن کے لئے کیا کیا نقصانات ہیں اس پر باقاعدہ ریسرچ ہورہی ہے مگر بس ٹی وی کا ایک ماحول بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے ٹی وی کے یہ نقصانات ہمیں نظر نہیں آتے۔

جو کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں:

یہاں جب شروع میں لوگ آئے تھے تو اس وقت ماحول گندہ تھا مگر کچھ نہیں تھا اس لئے کہ کڑکی تھی ایک پلنگ پر دو دو باری باری سوتے تھے کہ بھائی! اٹھ جا............اب مجھے سونے دے............ان کے پاس پانی گرم کرنے کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ نیچے کارپیٹ موجود نہیں تھے سوائے مار پیٹ کے کچھ بھی نہیں تھا پھر بھی دن گزار رہے تھے اور جب آج سہولتیں ہوگئیں تو خدا کی دی ہوئی سہولتوں سے نافرمانی کررہے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کون سی مصیبت آتی ہے، اگر ٹی وی آپ کے گھر میں نہ ہو اور رہا ٹائم پاس! تو............اناللہ! کیا

مسلمان کے لئے سوال پیدا ہوتا ہے ٹائم پاس کا؟ مسلمان کے پاس قرآن ہے حدیث ہے فقہ ہے دینی باتیں ہیں تسبیح ہے فکر آخرت ہے اللہ اللہ ہے انسانوں کی ہمدردی، ان کی خیر خواہی، ان کے لئے دعائیں، علم بچوں کی تربیت، گھر کے کام، شوہر کی خدمت وغیرہ وغیرہ ہزار کام ہیں بقول شاعر۔

ہزار کام ہیں دنیا میں داغ کرنے کے
جو کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

اور آج لوگ کہتے ہیں کہ ٹائم پاس نہیں ہوتا اس لئے ٹی وی چاہئے اور کہتے ہیں یہاں کا کلچر ہی یہ ہے۔ ماحول ہی ایسا ہے اس کے بغیر تو یہاں نہیں چلتا، اے............ کہاں نہیں چلتا؟ آؤ کر کے تو دیکھو......!

ہم تو ڈوبے ہیں صنم............:

میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہوں گا سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا﴾ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، دیکھو! آج اگر آپ کا بچہ کوئی پکڑ کر آگ میں ڈال دے تو کیا آپ دیکھ سکتی ہیں؟ تو کل قیامت کے دن ان گناہوں کے نتیجہ میں وہ جہنم میں جلے گا تو اس تم کیسے برداشت کرو گی؟ نیز ان بچوں کی بد عملی کی وجہ سے جب ان کو سزا ہو گی تو ان کی تربیت نہ کرنے کے گناہ میں والدین بھی ماخوذ ہوں گے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیا ہم واقعۃً صحیح مسلمان ہیں؟:

اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ مسائل دین کی تعلیم ہو، اخلاق کی

تربیت ہو، گھروں کا ماحول ٹھیک ہو، اور جہاں جہاں اپنی لائف میں ویک نیس ہے اس پر انگلی رکھیں اپنی لائف کا سروے کریں اور دیکھیں کہ کیا ہم واقعتاً صحیح مسلمان ہیں؟ اس پر سوچنا شروع کریں گے اور اپنی لائف کا سروے کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ صرف دو چار چیزیں ہیں جو ہمارا اسلام ہے گویا اُس نے مسلمان کا ایک ٹائیٹل لگا رکھا ہے باقی اس کے بعد اور چیزیں چوپٹ، ہماری زبان پاکیزہ نہیں ہماری غذاؤں میں حلال وحرام کا خیال نہیں، ہمارے حالات ٹھیک نہیں، خیالات درست نہیں، ہمارے اوقات نیک کاموں میں نہیں گزرتے، اندازہ لگایئے ہم کہاں جارہے ہیں؟ کیا یہی مسلمانی ہے............؟

علاج روح کی فکر:

اور دیکھو! ایک بات سن لو! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر انسان کے جسم میں کوئی مرض لگ جائے اور وہ اس کا علاج نہ کرائے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیسا نادان ہے، حالانکہ اگر اس نے دھیان نہیں دیا تو یہ بیماری کب تک ہے؟ موت تک، بڑی سی بڑی بیماری ہوجائے ٹی بی ہوجائے کینسر ہوجائے، پیرے لائس ہوجائے اور چاہے کچھ ہوجائے لیکن موت پر سب ختم ہوجائے گا اور فرمایا انسان کی روح میں اگر روگ لگ جائے تو اس روگ پر جو تکالیف جھیلنی پڑیں گی وہ بہت طویل اور لمبے عرصہ کے لئے ہوں گی یہ زیادہ خطرے کی بات ہے مگر یہ ساری بیماریاں اندر ہیں مگر کبھی فکر نہیں ہوتی کہ ان روگوں کا علاج کریں، اپنی اصلاح کریں، اور اس کی طرف دھیان دیں اور ظاہر بات ہے کہ ساری چیزیں ضعف ایمان کی وجہ سے ہورہی ہیں۔

ہر ذمہ دار سے سوال ہوگا:

پہلا کام ہے دین کا ضروری علم حاصل کرنا اس کے بعد دین کا ماحول بنانے کی فکر اور اسی فکر میں اپنی اولاد کی تربیت اور اگر اولاد کی تربیت نہیں کی تو

جناب محمد رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ'' ہر بڑے سے پوچھ ہوگی چھوٹے کے بارے میں، ماں سے بیٹے کے بارے میں، باپ سے اولاد کے بارے میں، بھائی سے چھوٹے بھائی کے بارے میں، سب سے سب کے متعلق سوال ہوگا کہ ان کے کیا حق ادا کئے؟ اور قیامت کا دن وہ ہوگا جس کے بارے میں فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَ اُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ﴾ ماں باپ سے لوگ بھاگیں گے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اگر کوئی پہچان والا مل گیا تو آدمی گھبرائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ڈرے گا کہ کہیں کسی حق کا مطالبہ نہ کرے کہ اس کے کسی حق میں کوتاہی ہوئی اور یہ گردن پکڑ لے تو پہچان والوں کو دیکھ کر آدمی بھاگے گا اس لئے کہ ایک آدمی ممبئی یا کلکتہ میں رہتا ہے آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ آپ سے کیا مطالبہ کرے گا؟ اور جو رشتہ دار ہیں اور رات دن ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے ہیں ان کے حقوق بھی اسی قدر ہیں اور ان سب کا ادا کرنا بڑا مشکل ہے اس لئے جتنا زیادہ تعلق یہاں ہوگا اتنی ہی زیادہ وحشت اور گھبراہٹ وہاں ہوگی۔

قیامت کا ہولناک منظر:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے قیامت کا بڑا اچھا نقشہ کھینچا ہے فرمایا دیکھو! سورج انتہائی قریب ہوگا زمین ایسی نرم نہیں رہے گی ایسا سمجھ لو جیسے تانبے کی ہو اور درخت نہیں پہاڑ نہیں آڑ نہیں، کوئی چھت نہیں کوئی مکان نہیں، کچھ نہیں ﴿يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ﴾ اس روز صرف عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اور لوگ پسینہ میں ہوں گے کوئی گھٹنے تک، کوئی ناف تک، کوئی سینہ تک اور

بعض منہ تک پسینہ میں ہوں گے اور ایک آدمی آ کر ہاتھ پکڑے گا اور کہے گا ٹھہر جاؤ میاں! تم نے ہماری غیبت کی تھی تم نے ہمارا فلاں حق ضائع کیا تھا اس کے عوض نیکی لاؤ، دوسرا ادھر سے آئے گا اور کہے گا کہ تم نے ہم سے قرضہ لیا تھا اور ادا نہیں کیا تھا تم نے کہا تھا کہ کس کا دیا جو تمہارا دیں گے آج کہاں جاؤ گے؟ لاؤ نکالو! تیسرا آئے گا اور گلا پکڑ کر کہے گا کہ تم میرے ساتھ رہتے تھے تم نے میرے ساتھ منافقت برتی تھی نفاق کا معاملہ کیا تھا تم نے مجھے دھوکہ دیا تھا۔ چوتھا آئے گا اور کہے گا کہ تم نے میرے ساتھ تجارت کی تھی اور اس میں اندر اندر قینچی چلائی تھی اور مجھے بنانے کوشش کی تھی۔ پانچواں آئے گا اور کہے گا کہ میں آپ کے پڑوس میں تھا کبھی بھولے سے بھی آپ نے میرا خیال رکھا تھا؟ چھٹا آئے گا اور کہے گا کہ تم نے ایک مرتبہ مجلس میں آنکھوں کے اشارے سے مجھے ذلیل کیا تھا اور میرا انداق اڑایا تھا آج تم سے اس کا مطالبہ ہوگا، امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایھا المسکین'' ذرا اس پس منظر کو سوچ اور اپنی بدحالی کا نقشہ سوچ! اور مخلوق کی طرف سے جو حقوق کے بارے میں مطالبہ اور مانگ شروع ہوگی ذرا اس کا خیال کر تو اندازہ ہوگا تو کہاں ہے؟ بڑے عجیب انداز سے انہوں نے سمجھایا ہے۔

مذہب اسلام کی تعلیم:

ہمیں چاہئے کہ ہمارے جتنے بچے ہیں آج یہ کلیجے کے ٹکڑے ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دو گے تو کل قابو میں نہیں رہیں گے ان کو سمجھاؤ پیار کی جگہ پیار کرو اور شفقت کی جگہ شفقت، مگر ان کی تربیت سے غفلت نہ برتئے، یہ بالکل کلین بورڈ ہیں اس پر آپ جو لکھ دیں گے وہی نقش ہوگا اسی لئے اسلام نے سب سے

پہلا مسئلہ دین کا رکھا ہے پیٹ کا نہیں، بچہ پیدا ہو تو حکم ہے کہ اسے غسل دو بدن پاک کرو اس کے داہنے کان میں اذان دو جس میں توحید، اللہ کی بڑائی، رسالت، عمل آخرت، یہ سارا خلاصۂ اسلام اذان میں ہے اور اس کے بعد بائیں کان میں اقامت کہو، دونوں کانوں سے سننے کی عادت ڈلوائی کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نہ نکالے، تو پہلے پاکی اور اس کے بعد سننے والا عمل یہ دین آ گیا اور اس کے بعد پھر مسئلہ نیچے کا ہے، کان سے نیچے منہ ہے اس کے متعلق فرمایا کسی بزرگ سے تحنیک کراؤ کہ کوئی کھجور یا چھوارا چبوا کر اس کے تالو میں لگاؤ تو کھانے کا مسئلہ بعد کا ہے سب سے پہلے دین ہے تاکہ مزاج اس کا دینی رہے۔

ماں کے پیٹ سے جنت تک غذا کا نظام:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''ماں کے پیٹ میں ایک خوراک تھی اور وہ جو ایم سی کا رُکا ہوا خون تھا اس کو فلٹر کر کے پیٹ کے ذریعہ پہنچایا اور منہ کی حفاظت کی گئی (یہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے) اسی لئے بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ناف سے متصل ایک نال ہوتی ہے جس کو دایہ کاٹ دیتی ہے، پھر دنیا میں آنے کے بعد اب وہ پانی پیتا ہے اور دودھ بھی پیتا ہے گویا اس کے لئے یہاں دو دو نہریں اور دو دو نظام ہیں، اور میں تو کہتا ہوں کہ بچہ پیٹ میں بنتا ہے اور پیٹ نیچے ہے اور دودھ چھاتی میں بنتا ہے اور چھاتی اوپر ہے اس میں یہ بتایا کہ دنیا میں آنے والے انسانو! روزی کے معاملہ میں ادھر ادھر نظر دوڑانے کی بجائے اوپر کی طرف تمہاری نگاہ ہونی چاہئے۔ ''وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ'' یہاں بھی بچہ کی روزی اوپر یعنی ماں کی چھاتی سے متعلق ہے نیز ایک منہ اور دو راہیں معلوم ہوا کہ ماں کے پیٹ میں روزی کا بندوبست ایک راستہ سے ہے اور یہاں پر دو راستے ہیں اور غذائیں بھی دو یعنی

دودھ اور پانی ، اور بڑے ہونے کے بعد دو کا اضافہ اور ہوجاتا ہے ایک تو حیوانات اور دوسرے نباتات، یعنی بچہ بڑا ہوکر دودھ اور پانی کے علاوہ گوشت مچھلی اور سبزی ترکاری بھی کھاتا ہے، تو بڑا ہوکر دو کا اضافہ اور ہوجاتا ہے اس طرح چار غذائیں ہوگئیں اور فرمایا کہا کہ اگر ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تو پھر اس کے لئے غذاؤں کی آٹھ شکلیں ہوں گی کہ جنت کے دروازے آٹھ ہیں اور وہاں جانے کے بعد ٹھاٹھ سے وہ مختلف چیزیں کھاتا رہے گا، الغرض اللہ تعالیٰ نے بڑا انظام فرما رکھا ہے ہمیں چاہیئے کہ ادھر دھیان دیں۔

اللہ جل شانہ کے مخلص بندے:

میں یہ کہہ رہا تھا کہ سب سے پہلا کام دین کا ہے اور اس کے بعد کھانے کا مسئلہ، اور کھانے کے بعد پھر بچہ کے لئے تربیت کا مسئلہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ مدت رضاعت کے دوران رمضان المبارک میں صبح صادق سے مغرب تک کبھی دودھ نہیں پیا، یہ ان کی کرامت تھی اور ان کے ایک بھائی تھے وہ چھاتی کے جس حصہ سے دودھ پیتے تھے تو اس حصہ سے کبھی انہوں نے دودھ نہیں پیا، ایک ہی طرف سے دودھ پیا، کیسے کیسے لوگ تھے۔

شکر کا مزاج بنائیے:

بہرحال میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ جہنم کے نمونے اس عالم میں اللہ میاں نے رکھے ہیں سانپ بچھو، آگ، مصیبت، بلائیں، تنہائی، وحشت، جیسے بعض دفعہ ہماری مائیں بہنیں گھر میں اکیلی ہوتی ہیں تو گھبراتی ہیں، جہنم کا اکیلا پن اور اس کی وحشت کے نقشے حدیثوں میں کھینچے گئے ہیں تو یہ جتنی چیزیں ہیں

(جیسا کہ میں نے شروع میں کہا) یہ سب اس کو یاد دلانے والی ہیں، مسائل سیکھو، دین سیکھو، اور بولنے میں احتیاط کرو، اور ایک بات اور ہے اللہ کے شکر کا مزاج نہیں ہے، یہ مائیں بہنیں کہاں کہاں سے آئی ہیں، کوئی کسی دیہات کی، کسی چھوٹی بستی کی، یہ سب پیرس اور ٹوکیو کے رہنے والے نہیں جمع ہوگئے! یہاں سورت اور بھڑوچ شہر کے تو دو چار ہوں گے بقیہ سب دیہات ہی کے تو ہیں کوئی ہرن گاؤں سے، کوئی چاسا سے، کوئی چاپل دھرا سے، کوئی گنڈیوی سے، کوئی لاجپور سے، کوئی کفلیتہ سے، کوئی ماکھنگا سے، تو کوئی اٹالوہ سے، الغرض بہت سے چھوٹے چھوٹے دیہات سے آئی ہیں جہاں کراٹھی اور لکڑیاں جلاتے ہیں اور جہاں اوپلے بنانے پڑتے ہیں ان ساری مشکلات سے اللہ تعالیٰ نے نجات دی کہ بس یہاں گیس کا کان مروڑ اور آگ روشن، یہاں فریج موجود ہے اور وہاں دیہاتوں میں اس کا تصور بھی نہیں تھا، اور پھر یہی نہیں اور بھی بہت سہولتیں ہیں، گذشتہ رمضان میں ساوتھ افریقہ میں بیان تھا اس میں میں نے نماز کے باب میں کہا کہ پہلے عورتوں کا ایک عذر تھا وہ کہتی تھی کہ پاکی نہیں رہتی بچے ہیں پیشاب کر دیتے ہیں لیکن اب تو ایسے نیپکن نکلے ہیں کہ ان میں بچوں کا ایک ایک کلومیٹر یل جمع رہتا ہے یعنی وہ نیکر ایسی پہنا دیتے ہیں جس میں وہ پیشاب کرے یا پاخانہ کرے اور چاہے جتنا پریشان ہوتا رہے مگر ایک دم ایمر جنسی انداز میں ماں کے کپڑے خراب ہوں ایسی شکل نہیں ہوتی اب تو موٹی موٹی نیکر پہنا دی جاتی ہے اسی میں صبح سے شام تک سب مسئلہ جمع رہتا ہے، الغرض پہلے ہماری مائیں اور بہنیں یہ کہتی تھیں کہ کپڑے پاک نہیں رہتے چھوٹے بچے ہیں پیشاب کر دیتے ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب یہ عذر بھی نہیں رہا اور کیا کپڑوں کی کچھ کمی ہے کچھ بھی نہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے دیکھ لیا کہ وہ عورت جارہی ہے

اور کوئی نئے ڈیزائن کا لباس پہنے ہوئے ہے تو اپنے شوہر سے کہا کہ اس کا ڈریس بہت شاندار ہے مجھے ایسا ہی چاہئے۔

روح کو برباد کرنے والی چیزیں:

جیسے فرانس میں ایک بلا ہے میں ری یونین گیا تھا وہاں معلوم ہوا کہ ہر ایک یا دو مہینے کے بعد پیرس سے وہاں کی فیشن اور وہاں کا کلچر ٹی وی کے ذریعہ پہنچتا ہے اس کے پہنچتے ہی دو مہینے پہلے جتنے کپڑے بنائے تھے وہ سب بے کار ہو جاتے ہیں اب نیا فیشن، نئے کپڑے، یہ عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ اور پھر آپ ان کپڑوں کو بے کار سمجھتے ہیں اور ہندوستان بھیج دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے سب کو خرید لیا وہ پرانے جتنے ڈسٹ بن کے لائق کپڑے تھے الا بلا نرم گرم وہ سب استعمال کئے اور پھر ہندوستان کے غریبوں کے لئے بھیج دیئے اور سمجھتے ہیں کہ حاتم طائی کے بعد ہمارا ہی نمبر ہے اور پھر احسان بھی جتلاتے ہیں لیکن اب وہ بھی ان چیزوں کو سمجھنے لگے ہیں، حسن سلوک ضرور کیجئے لیکن احسان جتلا کر اس کو برباد نہ کیجئے، میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ یہ سب بلائیں ہیں یہ سب بے کار چیزیں ہیں بس یہ سمجھ لو یہ ہمارے خیر خواہ حضور اقدس ﷺ ہیں، یہ یورپ کے بدمعاش ہمارے خیر خواہ نہیں ہیں، یہ جتنے ایکٹرس ہیں وہ ہمارے خیر خواہ نہیں ہیں، یہ ناول نگار اور افسانہ نگار ہمارے ہمدرد نہیں ہیں، اور جو لوگ ٹیکنالوجی کے لئے نئے نئے ذرائع سے جو چیزیں قوموں کے سامنے لا رہے ہیں یہ ہمارے خیر خواہ نہیں ہیں یہ ہمارے بدن کو کچھ فائدہ پہنچا دیں گے باقی ہماری روح کو برباد کرنے والے ہیں، پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ بقدر ضرورت علم، ایمان کی حفاظت، دین کی پابندی، حرام سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی ہے۔

سب سے بڑا عبادت گزار:

مسند احمد کی ایک روایت ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ "سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو اپنے کو حرام سے بچائے" مرد اور عورتیں سب کان کھول کر سن لیں حدیث شریف میں ہے: "اعبد الناس" یعنی سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو حرام سے بچے اب ہم تلاوت بھی کریں اور دعا بھی کریں اور تسبیح بھی پڑھیں اور اس کے بعد حرام سے نہ بچیں تو ہم "اعبد الناس" یعنی بہت زیادہ عبادت کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

تقویٰ کی برکت:

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو کسی نے دیکھا کہ رات میں سو رہے ہیں، صبح میں اس شخص نے پوچھا کہ حضرت! آپ کی بزرگی کی بڑی شہرت ہے آپ تو فیمس ہیں کہ ایسے اللہ والے ہیں ایسے بزرگ ہیں آپ نے کہا اسکت! خاموش رہو اور پھر فرمایا ایں ہمہ برکات تقویٰ است "انماھذا بالتقوی" یہ تو صرف تقوی کی برکت ہے اور تقوی کیا چیز ہے؟ گناہوں سے بچنا اور جو کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرنا، یہ نفلی طاعت بہت اچھی چیز ہے باقی اصل چیز وہی ہے کہ آپ گناہوں سے بچتے رہیں تو آپ اللہ کے یہاں شب زندہ دار عابد کی طرح ہوں گے اور اگر آپ نے تلاوت، روزہ، دعا سب کچھ کیا مگر اس کے ساتھ ٹی وی بھی چل رہا ہے اور باہر گئے تو بدنگاہی بھی ہو رہی ہے حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں جو آئے وہ سب اس کے پیٹ کی جہنم میں آنے دو یہ بربادی کا پیش خیمہ ہے اس لئے احتیاط کی عادت ڈالو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ دل کا کیسا سکون دیتے ہیں اور لائف میں کتنا مزہ آتا ہے۔

سب سے مزیدار چیز:

دیکھو ایک آخری بات سنادوں آدمی مزہ طلب کرتا ہے کہ کچھ ٹیسٹ آجائے یہ کیا سوکھی سوکھی زندگی! کچھ مزہ آجائے! لیکن یاد رکھئے تقویٰ میں اور اللہ سے تعلق میں، ذکر الٰہی میں، اور نسبت خداوندی میں خدائے پاک نے وہ لذت، وہ مزہ اور وہ ٹیسٹ رکھا ہے کہ اس کے سامنے وہ ساری چیزیں ہیچ ہیں۔

امام غزالیؒ کا ارشاد:

ابھی بلیک برن میں میں نے کہا امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی سویا ہوا اور اس کے بستر میں پچاس بچھو موجود ہیں ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اس کو کچھ مزہ آئے گا؟ اس کو نیند آئے گی؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سمجھا رہے ہیں کہ گناہوں کے ساتھ راتوں کا گزارنا یہ بچھوؤں کے بستر میں سونا ہے آج دنیا میں اس پر پردہ ہے کل مرنے کے بعد سب ظاہر ہوگا تب پتہ چلے گا کہ وہ کیا تھا؟ اس وقت حقیقت کھلے گی۔
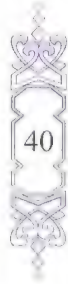
ایک عجیب وغریب واقعہ میرے حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ایک ملنے والے تھے مولوی مصطفیٰ صاحب انہوں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ دلی میں جمنا میں سیلاب آیا جس سے قریب کے قبرستان کی کچھ قبریں اکھڑ گئیں ایک قبر کھلی تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے اور اس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا کیڑا ہے وہ جب ڈنک مارتا ہے تو پوری لاش لرز جاتی ہے تھرا جاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے تھوڑی دیر بعد جب وہ لاش اپنی اصلی کیفیت پر آجاتی ہے تو وہ پھر ڈنک مارتا ہے لاش کی پھر وہ کیفیت ہو جاتی ہے سب دیکھ رہے ہیں اور حیراں ہیں ایک دھوبی تھا، جمنا کے گھاٹ سے آیا تھا اس سے دیکھا نہیں گیا اس نے ایک کنکری اس کو ماری تو وہ کیڑا اچھلا اور اس دھوبی کی پیشانی پر آکر ڈنک مارا اور پھر وہیں جا کر بیٹھ گیا تو وہ دھوبی چلانے لگا اور تڑپنے

لگا اس سے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ سنو! مجھے ایسی تکلیف ہے کہ مجھے نہ صرف ایک بچھو اور ایک سانپ نے کاٹا ہے اور نہ صرف آگ کا کوئی ایک شعلہ میرے بدن پر رکھ دیا گیا ہے بلکہ مجھے ایسی تکلیف ہے کہ میرے بدن کے ایک ایک عضو میں بلکہ ایک ایک رونگٹے اور بال میں گویا ہزاروں لاکھوں بچھو اور آگ کی چنگاریاں بھر دی گئی ہوں ایسی کیفیت ہے چنانچہ وہ تین دن تک یوں ہی تڑپتا رہا پھر انتقال کر گیا۔ تو مولوی مصطفیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اس دنیا کا کیڑا نہیں ہے بلکہ برزخ کے عذاب کی شکل ہے میں نے سوچا کہ اس کے لئے دوسرا علاج ہے قریب جا کر ہمت کر کے بیٹھا اور کچھ سورتیں ''یٰسین شریف'' اور ''قل ھواللہ احد'' وغیرہ پڑھنا شروع کیا، جب میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو وہ کیڑا چھوٹا ہونا شروع ہوا اور ہوتے ہوتے ذرا سا ہو کر ختم ہو گیا، جب وہ ختم ہو گیا تو ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب سے نجات دی اس کا کفن برابر کر کے قبر بند کر دی۔ اب اس سے گناہوں کی سزا کا اندازہ لگائیے، معلوم نہیں اس سے کون سا جرم ہوا ہوگا خدا کے غضب کی کون سی شکل اس میں ہو، کچھ نہیں کہہ سکتے۔

صاف صاف باتیں:

یہ سب قبر کے سانپ بچھو ہم تیار کر رہے ہیں ہم ان بری چیزوں کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں میں بچھوؤں کا پوائزن بھر رہے ہیں، یہ آسان مسئلہ نہیں ہے رونے کی چیزیں ہیں، آج ہم بہت اچھلتے ہیں اور کودتے ہیں کہ بیت زوردار اور شاندار منظر اور سین ہے وہاں پتہ چلے گا کہ وہ سین تھا یا سم (زہر) تھا اپنے اندر جو روگ ہم نے پال رکھے ہیں خدا کے لئے ان کو دور کرو، یہ صاف صاف اور کھری کھری باتیں ہیں، اللہ پاک ہمیں اس کا احساس دیں اور ہم اسے سوچیں دیکھو!

کام مل کر ہوتا ہے اگر شوہر نہ چاہے تو پریشانی اور بیوی نہ چاہے تو پریشانی، سب مل کر یہ طے کرلیں! یہ نیچے مرد بیٹھے ہیں اوراوپر عورتیں ہیں سب یہ طے کرلیں گے کہ ہم کو ماحول بدلنا ہے اور جب ماحول بدلے گا تو دین پر چلنا آسان ہوگا یہ طے کرلیں گے کہ ہم خرافات کو مٹائیں گے۔

کسی پہ بے مرے جینے کا کچھ مزہ ہی نہیں :

اب یہ کوئی بات ہوئی کہ ہم برسوں سے بیان سن رہے ہیں مولانا بھی خوش ہوگئے اور آپ بھی خوش ہوگئے نہیں............ کچھ کام کیجئے کچھ تبدیلی لایئے اور اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کیجئے کہ آپ کہہ سکیں کہ ہم بھی خدا رکھتے ہیں یہ سب مٹی کے ڈھانچوں سے کیا ہوتا ہے؟ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے بڑے سے بڑا وزیر ہو یہ سوچو کہ وہ کل کو مٹی تھا اور آئندہ کل بھی مٹی ہوگا اور جب اس کی دو حالتیں مٹی کی ہیں تو درمیانی حالت میں یہ چلتا پھرتا ڈھانچہ کیا کرسکتا ہے؟ جو خدا چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے وزیروں سے کچھ نہیں ہوتا، اور فرمایا یہ وزراء اور پریزیڈنٹ ہیں یہ سب منی کے قطرے ہیں اور یہ خاک کے تودے ہیں خاک کے تودوں سے اور خاک کے ڈھیلوں سے بھی کچھ ہوتا ہے؟ کرنے والی حق تعالیٰ کی ذات ہے اس پر اعتماد کرو اور ماحول میں تبدیلی پیدا کرنے کا جذبہ پیدا کرو، کیوں بھئی کریں گے آپ لوگ؟ اپنے گھر کا سدھار کرو انشاءاللہ تعالیٰ مزیدار زندگی ہوگی اور جینے کا لطف آجائے گا، سچ ہے۔

کسی پہ بے مرے جینے کا کچھ مزہ ہی نہیں

بچوں کی ذہنی تربیت کی ضرورت تو ان ماؤں بہنوں کو چاہئے کہ بچو کا ذہن بنائیں، بزرگوں کے قصے سنائیں، ان کے ذہن میں دین کی عظمت بٹھائیں، دیکھو! سمجھانے والوں نے کیسا سمجھایا، ایک قصہ سنا کر ختم کرتا ہوں،

بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں ان کا ذہن ان کے والدین نے کیسے بنایا ماں نے کہا بیٹا! جب پیاس لگے تو اللہ سے کہوا ے اللہ! پانی دے اور جب بھوک لگے تو کہوا ے اللہ! کھانا دے اور ایک جگہ مقرر کردی تھی کہ یہاں بیٹھ کر دعا کیا کرو اور اوپر ایسا طاقچہ تھا جس میں ادھر سے سوراخ تھا اس سے وہ کھانا اور پانی بڑھا دیتے تھے اور ان کا ذہن بنتا رہا کہ مانگنے سے خدا دیتے ہیں بھوک خدا دور کرتے ہیں اور پیاس خدا دور کرتے ہیں ایک روز اتفاق ہوا کہ ماں باپ نہیں تھے اور وہاں بیٹھ کر دعا کی کہ اے اللہ! بھوکا ہوں کھانا چاہئے! پیاسا ہوں پانی چاہئے! فوراً غیب سے کھانے اور پانی کی شکل ہوگئی۔

ایک لمحۂ فکریہ:

اب آپ دیکھئے! مہاراشٹر میں بچوں کے لئے کچھ چیزیں ماسٹر چھپا دیتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ کہو اللہ ہم کو دے! جب وہ نہیں ملتی تو کہتے ہیں کہ کہو بھگوان ہم کو دو! شری کرشن جی ہم کو دو! رام چندر جی ہم کو دو! اور جب یہ کہلاتے ہیں تو اس کے پڑوس کے لڑکے کو پہلے سے سمجھا دیتے ہیں کہ وہ چیز اس کے سامنے بڑھا دی جائے تا کہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ کرشن بھگوان دیتے ہیں، مسلمانوں کا اللہ کچھ نہیں کرتا، یہ سب دھندے کرتے ہیں اور اس طرح زہر پلا رہے ہیں۔

مغربی تہذیب............میٹھا زہر:

یہ جو آپ کا ویسٹرن کلچر ہے او ہو! یہ تو بہت ہی سلو پوائزن اور بہت ہی سوئٹ کوٹنگ ہے یہ تو بہت ہی گہری چال ہے اس کو تو سمجھنا ہی مشکل، یہ تو بہت میٹھے انداز میں آتے ہیں وہ کبھی آ کر آپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ نماز مت پڑھئے

کبھی آپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے بن جائیے وہ تو آپ کے سامنے ایسی چیزیں لائیں گے کہ آپ خود بخود دھیمے دھیمے چینج ہونا شروع ہوں گے اور آپ کا دینی ذہن ختم، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دیں کہ اس جہنم کی آگ سے بچیں جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور اس پر مضبوط قسم کے اٹھا پٹک کرنے والے سخت فرشتے ہوں گے ان میں بڑی تفصیلات ہیں مگر اتنا کافی وافی ہے اور خلاف عادت میں زور سے بولا منشا صرف یہ تھا کہ کسی طریقہ سے ذہن میں یہ بات بیٹھے اللہ تعالیٰ ہمیں نیک بنائیں اور اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

دو رونے والے:

دیکھو! جو بڑے لوگ تھے وہ تو بیچارے سب کرنے کے باوجود روتے تھے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے میں نے سنا فرمایا دو رونے والے ایسے دیکھے ہیں کہ ان جیسے رونے والے میں نے نہیں دیکھے ایک میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ (مولانا یحیٰی صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے) اور دوسرے شیخ السلام رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ، ایسے دو رونے والے میں نے نہیں دیکھے وہ ایسا روتے تھے ایسا روتے تھے کہ پڑوسیوں کو رحم آجاتا تھا تو جو بہت کچھ کرتے تھے ان کو آخرت کی فکر تھی اور زار و قطار روتے تھے اور ہم لوگ کچھ نہیں کرتے اور ہمیں ہنسنے سے فرصت نہیں، اللہ پاک ہم کو بھی چوبیس گھنٹوں میں تھوڑی دیر رونے کی توفیق عطا فرمائیں یہ رونا جہنم کی آگ کو بجھائے گا جسے سات سمندر نہیں بجھا سکتے، یہ بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فکر اور احساس دیں (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کا طریقہ

دُرود شریف کا پڑھنا نیکی ہے، پورے قرآن پاک کا پڑھنا نیکی ہے سُورۂ یٰسین کا پڑھنا نیکی ہے سُورۂ فاتحہ (الحمد شریف) اور سُورہ اخلاص (قُل ہو اللہ) کا پڑھنا نیکی ہے سُبحان اللہ کہنا نیکی ہے کسی کو کھانا کھلانا نیکی ہے کسی کو کپڑے پہنا دینا نیکی ہے کسی کو راستہ بتلا دینا نیکی ہے۔ راستے کا پتھر ہٹا دینا نیکی ہے دین کی بات دُوسروں تک پہنچانا نیکی ہے غرض انسان جو بھی نیک کام کرتا ہے اُس نیک کام کا ثواب اُس شخص کو ہوتا ہے۔

اَب وُہ آدمی جس نے کوئی بھی نیک عمل کیا ہے وُہ دُعا مانگے کہ اے اللہ! میری اس عبادت کو قبول فرما اور اس کا ثواب آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرما اور اس کا ثواب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل سے آپؐ کی آل پر، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر، اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ اور میرے جملہ رشتہ داروں کو کل مسلمان مرد اور عورتوں کی رُوح کو پہنچا خصوصاً اس کا ثواب (جس آدمی کو پہنچانا چاہیں نام لیکر) اس شخص کو پہنچا۔ آمین!

ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے دینی مدارس و مکاتب کا ایک سلسلہ قائم ہے جو کہ قناعت و استغنا اور توکل علی اللہ کو اپنا سرمایہ بناتے ہوئے دینی تعلیم و تربیت کے اہم کام میں مصروف ہیں ان مدارس نے دین اسلام کا اس کے مزاج و کردار اور پوری خصوصیات کے ساتھ صرف تحفظ ہی نہیں کیا بلکہ ملت کے کروڑوں افراد اور ان کی آنے والی نسلوں کی حیاتِ ایمانی اور اسلامی تہذیب و تمدن سے وابستگی میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ایک زریں باب ہے اس کے باوجود ایک طبقہ ایسا ہے جو دینی مدارس کی افادیت کا قائل نہیں ہے ساتھ ہی ان کے وجود کو غیر ضروری سمجھتا ہے چنانچہ اسکی یہ کوشش رہتی ہے کہ ان مدارس و مکاتب کو جدید تعلیم کے لیے استعمال کیا جائے جو کہ ملک و ملت کے حق میں مفید ہوگا۔

اس سلسلہ میں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کا درج ذیل ارشاد گرامی مشعل راہ ہے۔

اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اس وقت علوم دینیہ کے مدارس کا وجود مسلمانوں کے لیے ایسی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فوق متصور نہیں۔ دنیا میں اگر اسلام کی بقا کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں کیونکہ اسلام نام ہے خاص عقائد و اعمال کا جس میں دیانت، معاملات، معاشرات اور اخلاق سب داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ عمل موقوف ہے علم پر اور علوم دینیہ کی ہر چند کہ فی نفسہ مدارس پر موقوف نہیں مگر حالات وقت کے اعتبار سے ضرور مدارس پر موقوف ہے۔ ؎

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ میں بے کار پڑے رہنا بھی انگریزی میں مشغول ہونے سے لاکھوں کروڑوں درجہ بہتر ہے اس لیے گو لیاقت اور کمال حاصل نہ ہو لیکن کم از کم عقائد تو خراب نہ ہوں گے اور مسجد کی جاروب کشی اس وکالت اور بیرسٹری سے بہتر ہے جس میں ایمان میں تزلزل ہو اور خدا رسول، صحابہؓ اور بزرگانِ دین کی شان میں بے ادبی ہو جو انگریزی کا اس زمانہ میں اکثر یہی بلکہ لازمی نتیجہ ہے ہاں جس کو دین ہی کے جانے کا غم نہیں وہ جو چاہے کیے اور کرے۔ ؎

ا؎ تجدید تعلیم و تبلیغ صفحہ ۶۶ ۲؎ تجدید تعلیم و تبلیغ صفحہ ۱۷۷

محی السنہ رخصت ہوئے

زیرِ نظر کتاب کی نئی کتابت ہو چکی تھی، طباعت کی تیاری تھی کہ خبر پہنچی: صاحبِ کتاب ہماری دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی سُنّت کی پیروی کی اور اسی کی تلقین و ترویج فرمائی۔ دمِ رُخصت اُس کریم نے اِس جذبۂ عمل کی یوں لاج رکھی کہ اگرچہ طبیعت کافی مُدّت سے علیل تھی اور عمرِ مُبارک ۸۸ ویں سال میں داخل ہو چکی تھی لیکن نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے کہ یہ سُنّتِ نبوی ہے، اِنتقال کے روز بھی مغرب کی نماز باجماعت ادا کی، نماز کے بعد کھانسی کا دورہ پڑا، قے ہوئی، ناک سے خُون جاری ہو گیا، ضعف بڑھ گیا اور سانس اُکھڑ گیا، وقت موعود آن پہنچا اور دوسری نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ کا یہ پیارا اور اُس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنتوں کا شیدا موت کا پُل عبور کر کے اپنے مالک جلّ جلالہٗ کے پاس پہنچ گیا اور کوئی سُنّت چھُوٹنے نہ پائی۔

پیارے کی جُدائی معمُولی سانحہ نہیں ہوتا، بجلی کی سرعت سے دُنیا بھر میں یہ خبر پھیل گئی، اندرون و بیرونِ ملک سے عقیدت مندوں کا تانتا بندھ گیا، نمازِ جنازہ کا وقت فجر کے بعد طے ہوا تھا، لیکن ہجوم کی وجہ سے جنازہ گھر سے عیدگاہ ساڑھے سات بجے پہنچا اور نماز کے بعد وہاں سے

ساڑھے گیارہ بجے قبرستان پہنچا۔ اہلِ دِل کا یہ پاکیزہ اجتماع محبّت اور اتّباعِ سُنّت کی برکت نہیں تو اور کیا ہے!

یہ سانحہ ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مُطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء بروز منگل کو پیش آیا، ہردوئی، یوپی، بھارت مسکن تھا، وہی مدفن بنا۔

آج جب ہم سوچتے ہیں کہ ہم حضرت حکیمُ الامّت رحمۃُ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ کے دیدار اور فیضِ محبّت سے محروم ہو گئے تو آنسوؤں کی برکھا برسنے لگتی ہے اور دِل بحرِ غم میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ آج ہم دُکھی قلم کے ساتھ ٹائیٹل سے "دامت برکاتہم" کی جگہ "رحمۃُ اللہ علیہ" کے الفاظ لکھ رہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ایمان اور یقین یہ ہے کہ:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى

خُدا سے لَو لگائی رات میں اُٹھ اُٹھ کر رو رو کر
الٰہی فضل کر اور رحم کر مرحوم اُمّت پر

○

سرِ محشر بھی ابراروں میں ان کا نام آئے گا
ہمیشہ رہتی دُنیا تک رہے گا جگمگائے گا

وساوس جو آتے ہوں اس کا ہو غم کیوں
عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

تجھ کو جو چلنا طریقِ عشق میں دُشوار ہے

تو ہی ہمّت ہار ہے ہاں تو ہی ہمّت ہار ہے

ہر قدم پر تو جو رہرو کھا رہا ہے ٹھوکریں

لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

32۔ راجپوت بلاک، نصیر آباد، باغبانپورہ، لاہور
Mob: 0300-0321-0334-0313-9489624

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

[illegible] بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہِ قائداعظم، لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 2074

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com